۷۸۶/۹۲

''عرفان مذہب ومسلک'' نامی کتاب پر ایک سنجیدہ علمی اور فکری تجزیہ بنام

اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت

از

محمد اختر حسین قادری

دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

قاضی شریعت، ضلع سنت کبیر نگر

Mob:09838841075

قسط اول

قلم کیوں چلا؟

مولانا یٰسین اختر مصباحی صاحب کی کتاب ''عرفان مذہب ومسلک'' محتاج تعارف نہیں اس کے کئی ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے ہیں، اور بڑی چابک دستی سے ملک کے کونے کونے میں اس کو پھیلایا جا چکا ہے، بلکہ ایک مرکزی ادارہ کے نامی گرامی اساتذہ اور بھاری بھرکم استاذ الاساتذہ نے غالبًا کارثواب سمجھ کر اسے گھر گھر پہونچانے کا فریضہ انجام دیا ہے، درسگاہوں میں اس کتاب کی فضیلت اور اہمیت اور وقت کی اہم ضرورت بتا کر طلبہ تک کو اس کارخیر میں استعمال کیا جا چکا ہے، تعطیلات کے موقعہ پر گھر جانے والے طلبہ کو مذکورہ کتاب دے کر چاروں طرف پھیلانے کی تاکید کی گئی تاکہ کوئی علاقہ اس کتاب کے فیضان سے محروم نہ رہ جائے۔

مولانا یٰسین اختر مصباحی صاحب کا دعویٰ ہے کہ بار بار مطالبہ کے باوجود اب تک کسی غلطی کی نشاندہی نہیں کی گئی جو اس بات کی دلیل ہے کہ کتاب کے جملہ مندرجات شرعی گرفت سے پاک ہیں، حالانکہ آں جناب کی کتاب زہر آلود شہد کی مثل ہے جس کے خطرات اور مہلک اثرات سے ''ابراق بریلی'' و ''آئینۂ صلح کلیت'' اور دیگر کئی مضامین میں آگاہ کیا جا چکا ہے، اور دلائل کے ساتھ کتاب کے بعض مندرجات پر شرعی مواخذہ ہو چکا ہے، جس کا جواب اور صفائی دینے سے اب تک وہ عاجز وقاصر ہیں۔

بلکہ ابھی حال ہی میں دارالفکر بہرائچ شریف کے ذمہ دار دارالافتاء کے ایک صالح اور محتاط مفتی مولانا ''شاہد علی مصباحی'' صاحب کی طرف سے کتاب وسنت کی روشنی میں فتویٰ بھی آچکا ہے جس میں مولانا یٰسین اختر صاحب پر علانیہ توبہ ورجوع کا حکم دیا گیا ہے۔ دینداری ودیانتداری کا تقاضا تو یہ ہے کہ اپنی غلطیوں سے توبہ کر کے اللہ جل جلالہ اور رسول ﷺ کی رضا حاصل کی جائے، نا کہ حکم شرع سے آگاہ کرنے والوں پر طعن وتشنیع کی جائے اور انہیں چیلنج کیا جائے۔ لیکن:

ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اکابرین اہل سنت کو بار بار غلط انداز میں مخاطب کرنے کی بنا پر اب ہم پھر ان کی کتاب کے بعض مندرجات کا شرعی محاسبہ کرتے ہوئے ان سے کہتے ہیں۔

؎ اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

کتاب کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد ہم نے اپنے مضمون کو کئی عناوین کے تحت تحریر کرنے کی کوشش کی، تاکہ ہر الزام کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جا سکے۔ ممکن ہے کہ آں جناب کے لیے توبہ ورجوع آسان ہو جائے۔

؎ برگ حنا پہ لکھتا ہوں دردِ جگر کی بات شاید کہ رفتہ رفتہ لگے آپ سب کے ہاتھ

کفار و مرتدین کو بار بار کافر کہنا ناقص علم کا نتیجہ ہے

جناب مولانا یٰسین اختر مصباحی صاحب وہابیوں، دیوبندیوں کے رد سے ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے بیک جنبش قلم بدمذہبوں کے رد میں مصروف تمام علمائے اہلسنت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا رہے ہیں اور ان کے خلاف شعلہ فشانی کرتے ہوئے ان کے طریقۂ رد کو غیر صحیح اور نامناسب قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ رقم طراز ہیں:

''آج کل کے جو لوگ قلت علم و مطالعہ اور ناقص تجربہ اور مشاہدہ کی وجہ سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں جب تک اپنے بیان و خطاب کے ذریعے کسی فرقۂ باطلہ کے اساطین کو بار بار خبیث، مردود وکافر و مرتد نہ کہا جائے، اس وقت تک ردِ فرقۂ باطلہ کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ ایسے حضرات کو اپنی غلط فہمی دور کر کے ردِ فرقۂ باطلہ کا صحیح اور مناسب طرز و طریقہ اختیار کرنا چاہیے، جس سے اہل سنت کے مسلک و موقف کی صداقت و حقانیت واضح و ثابت ہو سکے اور اہلِ باطل کے مسلک و نظریہ کا بطلان اظہر من الشمس ہو جائے۔'' (عرفان مذہب و مسلک قدیم ص ۱۱، جدید ص ۹۳)

اب اس عبارت پر جناب سے چند باتیں دریافت طلب ہیں:

(۱) آپ نے اپنی کتاب میں ''بدمذہبوں کی تردید'' سے متعلق بہت سے بزرگوں کے اقوال نقل کیے ہیں۔ ان اقوال کو نقل کرنے کا مطلب ہوا کہ آپ بھی ان کی صحت وصداقت سے متفق ہیں، اس حقیقت کے پیش نظر آپ کو اتنا تو مسلم ہی ہوگا کہ بدمذہبوں کا رد شرعاً ضروری ہے اور جن لوگوں پر از روئے شرع حکمِ کفروارتداد ہے، ان کو کافرومرتد بتانا شرعاً مطلوب ومحمود ہے، بلکہ عندالطلب فرض ہے۔

یوں ہی حالات کے مطابق سنیوں کو ان سے دور رکھنے کے لیے ان کے اقوال خبیثہ سے باخبر رکھنا اہم دینی فریضہ ہے، اور ان کفار ومرتدین پر شدت وغلظت تقاضۂ ایمان وحکم قرآن ہے، اس میں سستی مداہنت، اور ان کے رد سے ناراضگی، سنی کی شان سے بعید، صلح کلی کا شیوہ ہے۔

اب جبکہ آپ کی منقولہ عبارت سے یہ امر خود روشن ہے جس کا خلاصہ ابھی گزرا، تو جن پر حکمِ کفروارتداد ہے ان کو کافرومرتد کہنا دینی فریضہ انجام دینا ہے یا آپ کے بقول ''قلتِ علم ومطالعہ اور ناقص تجربہ ومشاہدہ'' کا نتیجہ ہے؟

(۲) اسی طرح اس کی بھی وضاحت کریں کہ بدمذہبوں کی تقبیح وتشنیع اور اہانت کیا ناپسندیدہ امر ہے؟

(۳) جب کہ آپ کی اس عبارت سے بدمذہبوں کے رد پر ناراضگی اور ان کی تحقیر وتذلیل کو ناپسند کرنا خوب ظاہر وآشکار ہے۔

اب آپ خود اپنی کتاب میں مندرج بزرگوں کے اقوال دیکھیے! خصوصاً شیر بیشۂ اہل سنت کا یہ ارشاد کہ ''صلح کلی ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو بدمذہبوں پر رد وطرد سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے (الی قولہ) یہ خیالات شدید بدمذہبی بلکہ الحاد وارتداد کی جڑ ہیں''۔

اور بتائیے! کہ آپ اپنے متعلق کیا کہتے ہیں؟

(۴) آپ کی مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک ''جن پر حکم کفروارتداد ہے بار بار ان کا حکم شرعی بتانا، ان کی اہانت کرنا، ان پر شدت وغلظت ظاہر کرنا غیر صحیح ونامناسب طریقہ ہے''۔

اس دعوے کا ثبوت قرآن وحدیث سے دیجیے! یا کم ازکم آغاز کتاب سے اب تک جو بزرگوں

کے اقوال پیش کیے ہیں، ان اقوال سے اپنے دعوے کی مطابقت اور مناسبت ثابت کیجیے! اور اگر آپ اپنے دعوے کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں دے سکتے، اور ہم کو یقین ہے کہ آپ کبھی ثبوت نہیں دے سکتے تو بتایے! کہ اب تک جو آپ نے اقوال بزرگان دین نقل کیے آپ کی ''متنازع عبارت'' نے ان سب کو منہدم کر دیا یا نہیں؟ اور بد مذہبوں کا رد کرنے والے علماءِ اہل سنت و جماعت کو آپ نے جن الفاظ سے یاد کیا ہے، یہ ساری گالیاں ان بزرگوں تک پہونچیں یا نہیں؟ جن کے اقوال آپ نے یہاں تک پیش کیے۔

(۵) آپ کے اس جملے ''**کہ جب تک بار بار خبیث، مردود، کافر و مرتد نہ کہہ لیا جائے الخ**'' سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر استغراق زمانی مراد ہے یعنی ہر وقت کافر، کافر کہتے رہنا، اور اسی کو وظیفہ بنالینا تو بتایئے کہ ایسا کون عالم وخطیب ہے جو ہر وقت کافر، کافر کا وظیفہ پڑھتا ہے اور ہمہ وقت ان کو خبیث مردود، خبیث مردود کی مالا جپنے میں مصروف رہتا ہے، اور اگر کثرت مراد ہے تو کثرت سے ان گستاخوں کو کافر و مرتد کہنے اور ان کی شناعت وقباحت بیان کرنے کی ممانعت کا ثبوت قرآن وحدیث سے دیجیے!

البتہ ہم فتاویٰ رضویہ سے ایک استفتا اور اس کا جواب نقل کرتے ہیں جس سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ کثرت سے نہ صرف وہابیوں اور دیوبندیوں کی برائی کرنا شرعاً مطلوب ومحمود ہے بلکہ فساق وفجار کی شناعت وقباحت بھی کثرت سے بیان کرنا شرعاً صحیح ومناسب طریقہ ہے اور یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ وہابیوں کی برائی بیان کرنا ضرورت وحاجت کی قید سے مقید نہیں ہے۔

مسئلہ: از سرکار اجمیر مقدس لنگر گلی مسئولہ حکیم غلام علی ۶ رشوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ امام جامع مسجد درگاہ شریف حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بعد ہر نماز یہ کہتا ہے کہ:

اے خداوند کریم! غیر شرع داڑھی منڈھے، جھوٹے دعویداران خلافت کو سچا دعویدار خلافت بنا دے، اور جب کبھی وہابیوں کا ذکر آتا ہے تو ان کے مولویوں کو، اور جو مولوی خلافت کو اپنے پیٹ بھرنے کا

پیشہ بناتے ہیں ان کے سب پیروں کو خوب برا کہتا ہے، اس کے پیچھے بموجب شریعت مطہرہ نماز پڑھنا جائز ہے؟ اور جو مولوی اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام بتائے اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ اگر یہ بحث مسجد میں ہو تو مسجد کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟

بینوا بالتفصیل و تو جروا عند الرب الجلیل۔

الجواب: اس دعا میں کوئی حرج نہیں، وہابیہ کی برائی بیان کرنا فرض ہے، یوں ہی جھوٹے مدعیان خلافت، اور اس نام سے شکم پروران پر آفت کی شناعت سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا ضرور ہے، اور مسجد کہ مجمع مسلمانان ہو، ان بیانوں کا بہتر موقعہ ہے، اور اس میں مسجد کی کچھ توہین نہیں کہ مساجد ذکر اللہ کے لیے بنائی گئی ہیں، اور نہی عن المنکر اور بیان شناعت گمراہاں، **اعظم طرق ذکر اللہ و اجل احکام شریعۃ اللہ** سے ہے۔

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''أترغبون عن ذكر الفاجر متى يعرفه الناس اذكرو االفاجر بما فيه يحذره الناس '' کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو؟ لوگ اسے کب پہچانیں گے، فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں۔ (فتاویٰ رضویہ: ج ۳، ص ۲۵۱، رضا اکیڈمی)

اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فتوے کو اگر اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو تو اب بغور دیکھ لیں! اور یہ جان لیں! کہ وہابیوں کی خباثت اور شناعت ظاہر کرنے کو اعلیحضرت نے ذکر الٰہی کا عظیم ترین طریقہ بتایا ہے۔

اب آپ فیصلہ کریں! کہ ذکر الٰہی کرنے والا کیا قلت علم و مطالعہ، ناقص تجربہ و مشاہدہ اور غلط فہمی میں مبتلا ہوتا ہے یا مشاہدۂ حق کیا کرتا ہے۔

پھر آپ یہ بھی بتائیں کہ درگاہ حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان کی مسجد کے امام بقول آپ کے قلت علم و ناقص مطالعہ والے ہوئے کہ نہیں؟

نیز امام اہل سنت اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے ان کی حمایت کر کے بقول آپ کے غلط کیا کہ نہیں؟

مجھے یقین نہیں آتا کہ آپ نے اپنی یہ عبارت سوچ سمجھ، ہوش و حواس اور عقل و خرد کے ساتھ

لکھی ہوگی ۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے　　　　دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

مصباحی صاحب! آپ نے یہ عبارت لکھ کر لاکھوں نہیں کروڑوں عوام اہل سنت اور اکابرین ملت کے ساتھ ساتھ شریعت مطہرہ کی بھی حمیت دینی اور غیرت ایمانی کا مذاق اڑا کر اللہ جل جلالہ اور رسول پاک ﷺ کی ناراضگی مول لے لی ہے۔﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

آپ کی مندرجہ بالا عبارت کا یہی مفہوم ہے نا کہ ''ایک مرتبہ خبیث و مردود، کافر و مرتد کہہ لو اس کی اجازت ہے۔ بار بار کہنا منع ہے۔'' اگر یہی مفہوم ہے اور ضرور یہی مفہوم ہے تو بار بار کافر کہنے کی ممانعت کا ثبوت قرآن وحدیث سے دیجیے! یا کم از کم کسی معتبر و مستند عالم دین کا قول ہی دکھایئے!

(۲) بد دینوں کی تردید و اہانت کی فرضیت دین سے ثابت، اور بزرگان دین کے نقولِ مندرجہ سے خوب روشن ہے، تو اس فرضیت کا بار بار مطالبہ یا بار بار حالات کے تقاضے کے تحت یہ فرض ذمۂ مکلّف پر بار بار ہوگا۔ اور جب عالم دین پر اس فرض کی تکرار، اور اس کے ذمہ پر بار بار اس فرض کا عائد ہونا از روئے شرع آیا ہے تو بلا شبہہ اس عالم نے حکم شرع ادا کیا، اور اسی کو آپ غیر صحیح، نامناسب، بے موقع و محل اور قلتِ علم و مطالعہ، ناقص تجربہ و مشاہدہ کا نتیجہ بتا رہے ہیں۔

اب بتایئے! یہ حکم شرع بیان کرنے کی بنا پر علماء کی توہین ہوئی کہ نہیں؟ اور یہ توہین بد مذہبوں کی تردید کی بنا پر ہے تو یہ حکم شرع کی توہین ہوئی کہ نہیں؟ ہوئی اور ضرور ہوئی۔ اب ذرا علمائے اہل سنت کی اس طرح توہین کرنے پر ''جو حکم شرع کی ناپسندیدگی تک پہنچ جائے'' اپنا حکم بھی بتاتے چلیں اور اگر نہ معلوم ہو تو ہم بتائے دیتے ہیں۔ اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت سیدنا امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

''ایسے شخص کی نسبت حدیث فرماتی ہے منافق ہے، فقہاء فرماتے ہیں کافر ہے خطیب حضرت ابو ہریرہ اور ابو الشیخ ابن حبان کتاب التوبیخ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

'' ثلاثة لا يستخف بحقهم الا منافق بين النفاق ذوالشيبة فى الاسلام والامام المقسط و

معلم الخیر '' مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے: ''الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال لعالم عویلم او لعلوی علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر'' والله تعالی اعلم ''

(فتاویٰ رضویہ ، ج ٦ ، ص٧٩)

آپ کے اسلوب تحریر سے ظاہر ہے کہ آپ کو وہابیوں اور دیوبندیوں کا ردسرے سے اچھا ہی نہیں لگتا، اور آپ کی یہ ''بار بار'' کی قید کوئی مفہوم نہیں رکھتی۔ اسی لیے تو علمائے اہل سنت وجماعت کی تقریروں پر گل افشانی کی ہے اور انہیں رٹی رٹائی تقریریں کرنے والا کہا ہے۔

سچ یہ ہے کہ آپ کی عبارت سے مطلقاً رد وہابیت کی ناپسندیدگی آشکار ہے اور یہ ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ ''ندوہ'' رد کو ناپسند کرتا ہے۔ اس کی خواہش حق وناحق میں اتحاد پیدا کرنا، اور حق وباطل کے فرق کو مٹانے کی کوشش میں رہنا ہے۔ اس بنا پر آپ کی کتاب ''عرفان مذہب ومسلک'' کو ''عرفان ندویت'' کا نام دینا کیا بیجا ہے۔

موقع ومحل کا معاملہ

آپ نے مسئلہ کی نوعیت، موقع ومحل کی مناسبت، اور سامع ومخاطب کے مزاج ومعیار کی بات کی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

مسئلہ کی نوعیت ''اپنے موقف ونظریہ اور فکر وخیال کے اثبات کے بہت سے طرق واسالیب ہوا کرتے ہیں۔ اور مسئلہ کی نوعیت، موقع ومحل کی مناسبت، سامع ومخاطب کے مزاج ومعیار کو مدِ نظر رکھ کر اپنا موقف ومسلک واضح وثابت کیا جاتا ہے۔ اسی طرح غلط موقف ومسلک کو واضح بیان اور مضبوط دلائل کے ساتھ غلط اور باطل ٹھہرایا جاتا ہے''۔ (ص١٥٠)

(١) اس پر گزارش ہے کہ ذرا بتائے! رد باطل کی وہ کون سی نوعیت ہے جو موقع ومحل کے مناسب ہے؟ اور کون سی نوعیت ہے جو موقع ومحل کے لحاظ سے نامناسب ہے؟

(۲)وہ کون سی نوعیت ہے جو سامع کے مزاج ومعیار کے مطابق ہے؟ اور وہ کون سی نوعیت ہے جو مطابق نہیں ہے؟ ہر ایک شق کا ثبوت قرآن وحدیث اوراقوال بزرگان دین سے دیجیے!

(۳)آپ بتایئے! کہ سامع کا مزاج اگر ردوابطال کوقبول نہ کرے تو کیا رد سے گریز کیا جائے گا؟نہیں اورضرورنہیں۔جب کہ آپ کی مندرجہ بالاعبارت کاسوائے اس کےاورکوئی مفادنہیں ہے کہ اگر سامع کامزاج ردنہ قبول کرے تو ردنہ کیا جائے۔

اوراگر بالفرض کوئی اورمفہوم ومفاد ہے،تو یہ بتایئے کہ کسی عبارت کا صریح ومتبادر مفہوم معتبر ہوگا۔یا وہ مفہوم جومتکلم کے پیٹ میں ہے؟

دلائل سے ردکرنے کی بحث

آپ نے اسی جگہ یہ لکھا ہے:

’’غلط موقف ومسلک کومضبوط دلائل کے ساتھ غلط اور باطل ٹھہرایا جاتا ہے‘‘۔(ص۱۵۰)

گویا آپ کوبھی تسلیم ہوگیا کہ دلائل سے ردکیا جائے۔تواب ذرا یہ بتایئے! کہ دلائل سے ردکا نتیجہ کیا ہے؟خصوصا دلائلِ قرآن وحدیث جن میں اہل کفروارتداد کوکافرومرتد بتایا،اوران کی توہین و تذلیل فرمائی۔

اگران دلائل کانتیجہ یہ ہے کہ جن پرحکم وارتداد ہے وہ بیشک کافرومرتد،خبیث اورمردود بارگاہ،اورشدیدتوہین کے مستحق ہیں،اوربیشک یہی نتیجہ ہے،تواس نتیجہ کے بار باراظہار پرآپ کی برہمی کیا معنی؟نیزآخری سطور میں ان ردکرنے والوں کو یہ مشورہ دینے کا کیا معنی کہ’’**ایسے حضرات کواپنی غلط فہمی دورکرکے ردفرقِ باطلہ کا وہ صحیح اور مفید ومناسب طرزوطریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے اہل سنت کے مسلک وموقف کی صداقت وحقانیت واضح ہوسکےاوراہل باطل کے مسلک ونظریہ کابطلان اظہر من الشمس ہوجائے**۔(ص۱۵۰)

اب بتایئے! غلط فہمی میں مبتلا کون؟ خود آپ یا وہ علمائے کرام؟

اسی پیراگراف میں آپ نے لکھا ہے کہ:

''وہ صحیح اور مفید و مناسب طرز وطریقہ اختیار کرنا چاہیے''

آپ نے اپنے اس پیراگراف میں صاف صاف کہہ دیا کہ رد کرنے والے علماء کا طریقۂ کار، اور حکم شرع کا اظہار، جو دلائل سے آشکار، وہ غیر صحیح، اور غیر مفید ہے تبھی تو کہا کہ ''وہ صحیح اور مفید و مناسب طرز وطریقہ اختیار کرنا چاہیے''

اب بتایئے! کہ اس عبارت میں در پردہ حکم شرع کا بلکہ نتیجۂ دلائل کا، بلکہ خود دلائل کا رد ہے کہ نہیں؟

نیز یہ بھی بتایئے! کہ حکم شرعی کے اظہار سے بچتے ہوئے، اور اہل باطل کی توہین و تشنیع سے گریز کرتے ہوئے وہ کونسا طریقہ ہے۔ ''جس سے مسلک اہل سنت کے مسلک و موقف کی صداقت و حقانیت واضح ہو سکے اور اہل باطل کے مسلک و نظریہ کا بطلان اظھر من الشمس ہو جائے'' اگر کوئی طریقہ ہے تو بدلیل مبرہن کیجیے! اور اگر کوئی طریقہ نہیں تو یہ جملے کھوکھلے ہیں، جنہیں بے سوچے سمجھے لکھ گئے یا دانستہ بھولے بھالے سنیوں کو مغالطہ دینے کے لیے آپ نے لکھے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ زور قلم دکھانے سے پہلے اپنے جملوں کو میزان شریعت پر تول لیں تاکہ ندامت و شرمندگی اور شریعت کی گرفت سے محفوظ رہیں۔

آپ نے حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ نے فتویٰ بے محل نقل کیا ہے اور اس کے بعد جو تبصرہ کیا ہے، وہ بھی بے محل ہے۔ آج کل اہل سیاست نے بلا ضرورت شرعی وہابیوں دیوبندیوں کے ساتھ جو نشست و برخاست، چائے نوشی وغیرہ دوستانہ مراسم بنا رکھے ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے ''راہ عمل'' میں مذکورہ واقعات کا مطالعہ کرلیں۔

آج نام نہاد قائدین ملت بد مذہبوں کے ساتھ جس طرح کے تعلقات رکھتے ہیں، اس کا رد اسی فتوے میں موجود ہے مگر آپ نہ معلوم کن مصالح کے تحت اس کی طرف سے اغماض برتتے ہوئے ہیں۔

ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

بے تحقیق یقین کرنے کا معاملہ

آپ لکھتے ہیں:

''حیرت ہے کہ بعض ذمہ دار سمجھے جانے والے افراد بھی کسی سنی فرد یا تنظیم یا ادارہ کے تعلق سے کوئی شرعی بہتان سن کر اس پر یقین کر بیٹھتے ہیں اور کسی تحقیق کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے ۔الخ'' (ص۶۳)

آپ پر لازم ہے بتائیے! کہ وہ کون سے ذمہ دار حضرات ہیں جنہوں نے آپ کے بقول بہتان سن کر یقین کیا؟ اور یہ بھی بتانا لازم ہے کہ آپ کے اس دعویٰ کا ثبوت شرعی کیا ہے؟ ورنہ ذمہ داروں کہ طرف بے تحقیق بات کہنے کی نسبت کرنا خود بہتان ہے۔

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

آپ لکھتے ہیں کہ:

''ضد، حسد، عناد، نفسانیت کا بخار ان کے اوپر اتنا سوار ہے کہ وہ اپنوں ہی کے خلاف افواہ بازی وخامہ فرسائی کرتے رہنے کو گویا سب سے بڑا کار ثواب سمجھ بیٹھے ہیں'' (ص۱۰۱)

بطور معارضہ بالقلب یہی بات آپ پر بخوبی چسپاں ہے کیونکہ آپ نے اپنی اس کتاب میں جا بجا بد مذہبوں کے رد کی بنا پر علمائے اہلِ سنت کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا ہے۔ اور ان کی تقریروں کو پیشہ ورانہ وتاجرانہ وغیرہ الفاظ سے یاد کر کے نفسانیت کا بخار اتارا ہے اور اپنوں ہی کے خلاف خامہ فرسائی کرنے کو سب سے بڑا کار ثواب سمجھ رکھا ہے، سچ ہے

ع خطا ہم ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

آپ نے بد مذہبوں کی مجلس میں آنے جانے کے ثبوت میں بزعم خویش فتاویٰ مصطفویہ سے استدلال کرتے ہوئے ایک فتویٰ نقل کیا ہے مگر آپ کی یہ نقل بھی بے محل ہے جس کا جواب خود فتاویٰ

مصطفویہ سے ظاہر ہے۔ اسکی عبارت بغور پڑھیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ ’’اس کانفرنس میں شرکت ’’برائے تحفظ اہلِ سنت‘‘ بمقابلہ فرقۂ باطلہ وتحفظ حقوق اسلام بمقابلہ اعدائے اسلام ضروری ہے‘‘۔ فرق باطلہ کے ساتھ وہ مجالست ناجائز وحرام ہے جو بر بنائے محبت وموالات ہو۔ نیز وہ جو بے ضرورت و حاجت ومصلحت شرعیہ ہو۔ نہ وہ جو برائے تبلیغ ورد ہو۔ **واللہ تعالیٰ اعلم** (فتاوٰی مصطفویہ ص ۵۵۸)

آپ ذرا بتائیے! کیا عبیداللہ وغیرہ آج کل اعدائے دین کے مقابل تبلیغ ورد میں مشغول ہیں ، یا تحفظِ حقوقِ مسلمین کے لیے اعدائے دین کے مقابل بیٹھتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جس شخص کا حال یہ ہو کہ رد سے گریزاں ہو، اعدائے دین کی خوشی میں کوشاں ہو، احکام شرعیہ اور علمائے اہلِ سنت کی توہین کرنا جس کا شیوہ ہو ایسے اشخاص کو یہ فتویٰ کیا مفید ہے؟ لہذا اس کو پیش کرنے سے آپ کا مدعا ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔

ایک ثقہ راوی کا حال

آپ لکھتے ہیں:

’’مجھ سے ایک ثقہ راوی نے بیان کیا کہ ’’فلاں صاحب نے اس فتویٰ (فتوائے حجۃ الاسلام) **کے پڑھنے کے بعد مجھ سے ایک ملاقات وگفتگو کے دوران کہا کہ‘‘** الخ۔ (ص ۱۷۰)

کیوں جناب! کیا دوسروں کو الزام دینے کے لیے آپ کے نزدیک اتنا کافی ہے کہ ’’مجھ سے **ایک ثقہ راوی نے بیان کیا**‘‘ آپ نے تو دعوت اسلامی کی حمایت میں غضب کا تیور دکھاتے ہوئے اس تحریک کے مخالفین کے بارے میں یہ کہا ہے کہ ’’**حیرت ہے بعض ذمہ دار سمجھے جانے والے افراد بھی کسی تحقیق کی ضرورت نہیں محسوس کرتے**‘‘ (ص ۱۶۳)

یہ ضابطہ یہاں کیوں بھول گئے؟ اب ثبوت شرعی کی ضرورت کیوں نہ رہی؟ یا ایک کا بیان آپ کے نزدیک شہادت شرعیہ ہے؟ کہ جس کی بنا پر آپ نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔

اب ذرا وہ بھی یاد کر لیجیے جو ابھی کچھ پہلے آپ نے کہا کہ ''**بعض کرم فرماؤں کی ایذا رسانی کا کرب واضطراب آپ کی اس تحریر کی ایک ایک سطر سے جھلک رہا ہے**'' (ص۱۶۳)

تو اب کیا یہ نہ کہا جائے کہ آپ جیسے کرم فرماؤں کی ایذا رسانی آپ کی تحریر کی ایک ایک سطر سے صاف صاف واضح اور ظاہر دکھائی دے رہی ہے۔ آخر آپ کے نزدیک تحقیق کا پیمانہ کیوں دوسروں کے لیے اور ہے، اور اپنے لیے اور ہے؟۔

ع جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

آپ لکھتے ہیں:

''**اگر کوئی شخص بے محابا یہ کہتا یا لکھتا ہے کہ یہی حال لگ بھگ دعوت اسلامی کا بھی ہے**'' الخ۔ (ص۱۵۱)

جناب عالی! آپ نے کیسے یہ طے کر لیا کہ وہ شخص بے محابا کہتا ہے اور کیوں یہ خیال نہ کیا کہ کہنے والا یا لکھنے والا کوئی سنی عالم ہوگا۔ جس نے اپنی ذمہ داری پر ثبوت مہیا ہونے کے بعد یہ حکم دیا ہوگا۔ آپ کا اس طرح بے محابا لکھنا اور بدگمانی کرنا حرام ہے۔ یہ سنی عالم کے ساتھ آپ کی بدگمانی ہے۔ آپ کی ذمہ داری ہے بتائیں کہ اس کا مصداق کون ہے؟ اور آپ کے نزدیک کیا ثبوت شرعی بہم پہونچا اس کے بارے میں کہ وہ جو کچھ کہتا ہے بے ثبوت شرعی کہتا ہے۔ آپ پر لازم ہے کہ ثبوت شرعی دیجیے ورنہ بتایئے! جو کچھ اس عالم کو کہا خود آپ پر لوٹے گا یا نہیں؟ اور آپ کا یہ جملہ کہ ''بلا تحقیق کوئی پروپگنڈہ کرنا اور بدگمانی و پروپگنڈہ کا شکار ہو جانا شان علماء سے بعید تر ہے'' خود آپ پر صادق آتا ہے یا نہیں؟

ع تبصرہ غیر کے کردار پہ کرنے والے
کیا تیری خود سے ملاقات نہیں ہوتی

کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ پہلے دلائل کے ذریعہ دعوت اسلامی کی اس الزام سے برأت روشن کرتے پھر یہ دعویٰ کرتے کہ دعوت اسلامی کے متعلق جو شخص ایسا کہتا ہے اس کا دعویٰ غلط اور باطل محض ہے۔ دعوت اسلامی کے متعلق جو امور ذکر کیے گئے وہ سب کو معلوم اور مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک یہی

بات کہ ان کے منشور میں یہ ہے کہ کسی بد مذہب کا رد نہ کیا جائے۔ بار ہا تقاضوں کے باوجود اسی پر اس کو اصرار ہے اور اس طرح وہ اغیار کے مشابہت پر گامزن ہے۔ اتنی بات اس عالم کے دعوے کی محتاج دلیل نہیں۔ آپ نے آغاز کتاب میں بد مذہبوں کے رد کی بنا پر علمائے اہلِ سنت کو جن الفاظ سے نوازا اور ان کے طریقۂ کار کو غیر صحیح، غیر مفید، نا مناسب بتایا، کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ آپ نے یہ تمہید دعوت اسلامی اور اس کے ہم مزاج لوگوں کی حمایت کے لیے اٹھائی ہے؟ آپ کچھ کہیں مگر حقیقت یہی ہے۔

آپ نے جا بجا بے محل فتوؤں کا سہارا لیا اور اسلاف کے عمل کی آڑ لی ہے۔ آپ نے فتویٰ بے محل نقل کیا۔ پہلے آپ کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ آج کل جو لوگ وہابی دیوبندی وغیرہ مرتدین سے ملتے ہیں ان کا ملنا بر بنائے ضرورت ہے یا بد مذہبوں کے مقابل تحفظ اسلام و حقوق مسلمین کے لیے بیٹھتے ہیں؟ اور اگر کوئی ایسی شرعی ضرورت نہیں جس کے بغیر چارہ نہ ہو بلکہ شخصی مفاد کے لیے احکام شرع سے بے پرواہ ہیں۔ تو یہ فتویٰ ان کے لیے مفید نہیں بلکہ ان کا حال وہی ہے جو عمرو مذکور کا درج ہوا۔

اور ان کے متعلق وہی فتویٰ ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ وہ لوگ اگر قلبی موالات میں مبتلا نہیں تو صوری موالات میں ضرور مبتلا ہیں۔

کیا آپ اس کی وضاحت کرنے کی زحمت گوارہ کریں گے کہ آج کل کے اہل سیاست اور وہ تنظیمیں جو رد سے گریزاں ہیں، کسی کا ایمان بچا رہے ہیں؟

آپ چند اکابر اہل سنت کے فتاویٰ اور ان کا عمل بار بار نقل کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آج جو لوگ وہابیوں دیوبندیوں کی محفلوں میں آتے جاتے ہیں وہ سب جائز ہے۔ مگر یہ آپ کی بھول ہے کیوں کہ ان فتاویٰ کا اور بزرگوں کے کردار کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ رد و کدِ بد مذہباں و تبلیغ دین کے لیے نیز تحفظ حقوق مسلمین کے لیے بمقابلۂ اعدائے دین بیٹھنا بضرورت و بمقتضائے مصلحتِ شرعی جائز ہے۔ اس صوری مجالست کی اجازت اسی شرط سے مشروط ہے۔

آپ نے یہ فتاویٰ بے محل نقل کیا ہے اور بزرگوں کے کردار سے بے جا سند پکڑی ہے آپ فتاویٰ اور بزرگوں کے کردار کو بار بار نقل کر کے گویا ایک دعویٰ کر رہے ہیں اگر چہ آپ نے اس دعویٰ کو

صراحۃً ذکر نہیں کیا وہ یہ کہ ’’آج جو لوگ بد مذہبوں کے جلسوں اور ان کی محفلوں میں آتے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں وہ لوگ بقدر ضرورت ردوتبلیغ کے لیے یا تحفظ حقوق مسلمین کے لیے بد مذہبوں کے مقابل بیٹھتے ہیں۔ جو ان نقول بالا کی روشنی میں جائز ہے‘‘۔

مگر یہ صریح بہتان ہے جس پر مشاہدہ شاہدِ عدل ہے۔ بد مذہبوں کے ساتھ چائے نوشی، کھانا پینا اور دوستانہ مراسم کا یہ طویل سلسلہ کس ضرورت کے پیش نظر ہے جو اس کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی ہے۔ ردوتبلیغ کے لیے یہ مجالست نہ ہونا یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ یہ لوگ بد مذہبوں کی رعایت کرتے اور رعایت کے لیے ان کے رد سے بچتے ہیں۔ بلکہ تنظیموں میں بطورِ منشور یہ لکھتے ہیں کہ رد نہ کیا جائے اور اس کام سے بچا جائے جس سے منافرت پھیلے۔ دعوتِ اسلامی کا منشور اور علما کونسل کا دستور اس پر صاف گواہ ہے اور بے محابا عبید اللہ جیسے لوگ علماء کونسل کے ذمہ داروں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ اب بتائیے کیا اسلاف کا عمل یہی تھا؟

امام اعظم کانفرنس کا قضیہ

آپ جگہ جگہ امام اعظم کانفرنس کرنے کا تذکرہ کرتے ہیں اور لکھنؤ میں ہوئی ایک امام اعظم کانفرنس کے حوالے سے علماء کرام پر تبرا کرتے ہیں اس کانفرنس کے حوالے سے چند باتیں واضح کرنے کی امید کرتا ہوں۔

(۱) آپ نے امام اعظم کانفرنس کا ذکر تو کیا مگر یہ تو بتائیے کہ تقلید شخصی کے وجوب پر کون کون سے نمائندہ علماء نے کیا کیا تقریریں کیں؟

(۲) وہابیہ جو کہ منکر تقلید ہیں ان کا عموماً اور غیر مقلدین کا خصوصاً کیا رد ہوا؟

(۳) یہ بتایا گیا کہ نہیں کہ دیوبندی جو تقلید کا نام لیتے ہیں حقیقۃً یہ وہابی اور غیر مقلدین ہیں؟

(۴) شیعہ مزاج شناسی کے پیش نظر رد سے کیوں گریز کیا گیا؟

(۵) اس اجلاس میں کون کون سے ذمہ داران اہلِ سنت و جماعت شریک تھے؟

(۶) آگے آپ یہ تو کہتے ہیں کہ **"اس کانفرنس پر کچھ پیشانیاں شکن آلود ہیں"**۔ آخر کس لیے کچھ پیشانیاں شکن آلود ہیں؟ وجہ کیوں بیان نہ ہو سکی؟

ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

(۷) اجلاس میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو غلط فہمی کے شکار ہیں کیا ان کے شبہات کے ازالہ کے لیے غیر مقلدین کا خصوصاً دیوبندیوں کا رد ضروری نہ تھا؟

اب واضح ہو رہا ہے کہ آپ کے نزدیک وہی اجلاس سنجیدہ ہوتا ہے جس میں رد سے گریز کیا جائے اور بدمذہبوں کو کوئی بار کیا ایک بار بھی مردود اور خبیث نہ کہا جائے۔

بس اعلیٰحضرت کا ذکر کرو

آپ تحریر کرتے ہیں:

"کچھ لوگوں کا رجحانِ طبع یہ ہے کہ: بس اعلیٰحضرت کا ذکر کرو۔ دیگر اسلاف و اکابر کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے" (ص ۱۲۸)

ذرا اس کی وضاحت کریں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ کو کس شرعی طریقہ سے معلوم ہوا کہ ان کا رجحان طبع یہ ہے کہ بس اعلیٰحضرت کا ذکر کرو، اور کس شرعی طریقہ سے آپ نے جانا کہ ان کا رجحان طبع یہ ہے کہ دیگر اسلاف اور اکابر کا ذکر نہ ہو۔

اگر آپ کے پاس ان باتوں پر شرعی ثبوت ہو تو اسے پیش کیجیے ورنہ یہ آپ کی مسلمانوں کے تعلق سے بدگمانی ہے جو ناجائز و گناہ اور حرام ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿و اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم﴾

اب یہاں تھوڑے تصرف کے ساتھ آپ کی یہ عبارت درج کر دی جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ "بلا

تحقیق و ثبوت شرعی کسی سنی کی طرف ایسی باتوں کا انتساب ''عرفان مذہب ومسلک'' نہیں فیضان جہالت ونفسانیت ہے۔

ع ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

نیز یہ بھی بتایئے! کہ امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماننے والوں نے ایسا کون سا اجلاس، کانفرنس، سیمینار اور محفل منعقد کی؟ اور کب اور کہاں کی؟ جس میں صرف اور صرف اعلیٰحضرت ہی کا ذکر کیا گیا ہو؟ اور اسلاف اور اکابرین اسلام میں سے کسی کا بھی ذکر نہ آیا ہو؟ یا اسلاف کے ذکر سے روکا گیا ہو؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ اپنی ''مخصوص ذہنیت'' کو دوسروں کا رجحان طبع بتا رہے ہوں کیوں کہ آپ کی عام تحریر اسی بات کا اظہار کرتی ہے کہ اس وقت جو بھی علمی کام ہے وہ صرف اور صرف ''فلاں طبقہ'' ہی کر رہا ہے۔

بالواسطہ تبصرہ سننے کا حال

آپ لکھتے ہیں:

''یہاں تک کہ جب امام اعظم ابوحنیفہ سیمینار و کانفرنس، بمبئی کا انعقاد (دسمبر ۲۰۱۲ء) **ہونے والا تھا تو کچھ اس طرح کے تبصرے بالواسطہ سننے میں آئے کہ ''اس کی کیا ضرورت تھی؟ اگر سیمینار و کانفرنس کرنا ہی تھا تو اعلیٰحضرت پر کرنا چاہیے تھا''**

''کیا ایسے بدنصیب ومحروم القسمت ومحدود الفکر حضرات یہ چاہتے ہیں کہ: ''سارے اکابر و اسلاف کو معاذاللہ دفن کر دیا جائے اور صرف اعلیٰحضرت، اعلیٰحضرت کیا جائے'' (۱۲۸/۱۲۹)

آپ کے قلم کا یہ تیور کیا یہ نہیں بتا رہا ہے کہ آپ امام اہل سنت اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقیدت سے دور جا چکے ہیں آپ نے بالواسطہ تبصرہ سن کر اسے کتاب میں لکھ دیا اور اس کی تحقیق کیے بغیر سخت جارحانہ انداز اختیار کرتے ہوئے ایک بیچارے سنی کو بدنصیب، محروم القسمت اور محدود الفکر جیسے

غضبناک کلمات سے نواز دیا جب کہ آپ خود اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

''یقیناً اسی طرح کے مواقع اور ایسے ہی افراد کی تنبیہ و ہدایت کے لیے یہ ارشاد نبوی ہے کہ:

''کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع ''(الحدیث)

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات دہراتا پھرے''۔

(ص۱۰۹)

اب آخر کیوں نہ کہا جائے کہ آپ بھی صرف سنی سنائی بات کو لکھتے پھر رہے ہیں تو یہ حدیث آپ پر بھی بخوبی صادق آتی ہے اور آپ بھی حدیث مذکور کی روشنی میں اسی زمرہ میں نظر آتے ہیں۔

کیا آپ یہ بتانے کی زحمت کریں گے کہ کسی مسلمان کو محض امام اعظم کانفرنس کی ضرورت کا انکار کرنے کی وجہ سے بدنصیب، محروم القسمت اور محدود الفکر کہنا شرعی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟

اگر نہ معلوم ہو تو اپنے کسی ''معتمد دارالافتاء'' سے رجوع کرلیں۔ البتہ آپ کو آپ ہی کا لکھا ہوا ضابطہ یاد دلاتا ہوں۔ چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

''قاعدہ اور ضابطہ یہی ہے کہ: صاحب معاملہ سے براہ راست تحقیق کرکے اس سے متعلق کوئی رائے قائم کی جانی چاہیے۔ اس کے برخلاف اگر کسی کا عمل ہے تو وہ اپنے اس طرز عمل سے خود اپنی شخصیت و وقار کو مجروح کر رہا ہے اور اپنے وقار و اعتماد کو خاک میں ملا رہا ہے۔ بلکہ کتاب وسنت کے حکم وارشاد کو اپنے عمل کے ذریعہ صراحۃً مسترد کر رہا ہے''۔(ص۱۶۳)

اس ضابطے کی روشنی میں بتایئے! آپ اپنا وقار اور اپنی شخصیت مجروح کر رہے ہیں یا نہیں ؟ اور اپنا اعتماد و وقار خاک میں ملا رہے ہیں یا نہیں؟ بلکہ کتاب وسنت کے حکم وارشاد کو اپنے عمل کے ذریعہ صراحۃً مسترد کر رہے ہیں یا نہیں؟

ع شیشۂ مے بغل میں پنہا ہے
پھر بھی دعویٰ ہے پارسائی کا

کسی مسلمان کو بدنصیب کہنے کے متعلق سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کا وہ واقعہ بھی پڑھ لیں جو

’’جہان مفتی اعظم ہند‘‘ میں چھپا ہوا ہے، سر دست میں اسے نقل کر دیتا ہوں تا کہ آپ کو ورق گردانی کی زحمت نہ ہو۔

آپ کے شاگرد مولانا **فروغ احمد** اعظمی مصباحی لکھتے ہیں:

مسلمان بدنصیب نہیں ہوتا: بحرالعلوم لکھتے ہیں: مغربی یوپی کے کسی علاقے میں تقریر کرتے ہوئے میں نے کہا: بدنصیب مسلمان آج کل رات میں بارہ بجے تک سنیما دیکھتے ہیں اور دن میں دس بجے تک سوتے ہیں، یک بیک (مفتی اعظم نے) بازو سے میری طرف پوری طرح مخاطب ہو کر کہا، نہایت بلند آواز میں بے حد بیزاری کے ساتھ، گویا مجھ پر پھٹ پڑے:

’’مولانا! میں اس کو مان نہیں سکتا کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بدنصیب ہو، آپ اس کو بدنصیب نہ کہیے، کچھ اور کہہ لیجیے‘‘۔ حق یہ ہے کہ جس امت کے نگہبان رسول عربی ہوں وہ بدقسمت کیسے ہو سکتی ہے‘‘۔ (مفتی اعظم نمبر ماہنامہ حجاز جدید، دہلی ستمبرا کتوبر ۹۰ء، ص ۳۲) (جہان مفتی اعظم ہند، ص ۳۶۷)

آپ غور کریں! کہ حضرت بحرالعلوم نے سنیما دیکھنے والوں اور نماز فجر ترک کرنے والوں کو بد نصیب کہا تھا، سنیما دیکھنا حرام ہے دیکھنے والا فاسق و فاجر اور گنہگار رہے، یوں ہی نماز فرض عین ہے، اس کا تارک فاسق و فاجر ہے، اس کا انکار کرنا کفر ہے، مگر پھر بھی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ایسے لوگوں کو بدنصیب کہنا پسند نہ فرمایا۔

اور آپ نے محض ’’امام اعظم کانفرنس‘‘ کے بجائے ’’اعلیحضرت کانفرنس‘‘ کی ضرورت بتانے والے کو بدنصیب اور کیا کیا لکھ ڈالا، اس مقام پر میں کچھ نہ کہہ کر مولانا محمد احمد مصباحی صاحب کا ایک اقتباس حاضر کرتا ہوں جو اپنے مرشد کی بات کے خلاف لکھنے والوں سے متعلق ہے مصباحی صاحب لکھتے ہیں کہ:

’’نہ خدا کا خوف، نہ رسول سے حیا، نہ مرشد سے شرم، نہ مرشد کے مرشد کا پاس ولحاظ۔ فتویٰ نویسی کا نہ کوئی ضابطہ رہا نہ اصول‘‘ (چلتی ٹرین پر نماز...... نئے فیصلے پر نیا اضافہ، ص ۷)

اگر مصباحی صاحب کی یہ عبارت آپ کے ’’ان جملوں‘‘ کے پیش نظر کوئی آپ پر فٹ کرے تو کیا غلط ہو گا؟

آخر میں گزارش ہے کہ آپ غلط جذبات میں آنے، فاسد نظریات کی اشاعت کرنے، بد مذہبوں کے ساتھ میل جول کو بڑھاوا دینے، بے بنیاد تحریرات پھیلانے اور ہفوات وخرافات میں وقت صرف کرنے کی بجائے کچھ زادِ آخرت اکٹھا کریں، اور جماعت اہل سنت کے اکابرین اور محسنین پر تبرا کرنا چھوڑ دیں، اور صدق دل سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں توبہ ورجوع کریں اور ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ آپ نئی نسل کو کدھرلے جانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو ہدایت اور استقامت عطا فرمائے۔

آمین بجا ہ حبیبہ سید المرسلین

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

فقط والسلام

محمد اختر حسین قادری

خادم: درس وافتا دارالعلوم علیمیہ

جمدا شاہی بستی، (یوپی)

قاضی شریعت، ضلع، سنت کبیر نگر

Mob:09838841075

۲۰/ذالحجہ ۱۴۳۵ھ

۱۶/اکتوبر ۲۰۱۴ء